فقہا نے مناکحات کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ یعنی نکاح اور اس سے متعلق آداب اور احکام۔ خاندان کا ادارہ وجود میں کیسے آئے اور جب یہ ادارہ وجود میں آجائے تو اس کے قواعد اور احکام کیا ہوں گے۔ خاندان کے افراد کے آپس کے تعلق اور معاملات کی نوعیت کیا ہوگی؟ یہ وہ چیزیں ہیں جو احوال شخصیہ یا مناکحات میں زیر بحث آتی ہیں۔

اگر آپ اول سے آخر تک قرآن مجید کا ایک ایک صفحہ دیکھ کر جائزہ لیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ قرآن پاک کی آیات احکام میں سب سے زیادہ زور انہی دوشعبوں پر دیا گیا ہے۔ یعنی عبادات اور مناکحات پر۔ کم وبیش ڈیڑھ سو آیات ہیں جو عبادات کے بارے میں ہیں اور قریب قریب اتنی ہی تعداد میں آیات شخصی قوانین کے بارے میں ہیں۔ یعنی نکاح، اس سے متعلقات ،نفقہ، حضانت، ولایت، طلاق، وراثت اور وصیت وغیرہ کے بارے میں۔

ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لئے ہے کہ یہ دو شعبے وہ ہیں جو انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں کو اس طرح منظم اور مرتب کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں جس طرح اسلام چاہتا ہے۔ اس لئے قرآن پاک میں سب سے زیادہ زور انہی دوشعبوں پر دیا گیا ہے۔ بقیہ شعبے بھی عملی زندگی ہی سے متعلق ہیں اور اپنی اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتے ہیں، لیکن یہ دو شعبے وہ ہیں جن میں سب سے پہلا شعبہ انسان یعنی فرد کی شخصیت کی روحانی تکمیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور دوسرا شعبہ اجتماعیت کی پہلی اینٹ کو صحیح خطوط پر استوار کرتا ہے: یعنی خاندان۔

قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ خاندان کا ادارہ اسلام میں انتہائی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر خاندان کا ادارہ مضبوط ہے۔ اس کی بنیادیں گہری ہیں۔ اس کی اساس شریعت کے احکام پر ہے۔ خاندان کے افراد کے درمیان تعلقات کی نوعیت اور اساس اخلاقی اور روحانی ہے۔ حیا اور اسلام کے دوسرے اخلاقی اصولوں پر مبنی ہے، تو ایسے خاندانوں سے جو معاشرہ وجود میں آئے گا وہ ایک اسلامی معاشرہ ہوگا جو قرآن پاک کا مقصود اولین ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھئے کہ قرآن مجید کا اولین اجتماعی نصب العین ایک مثالی اسلامی معاشرہ کا قیام ہے۔ مثالی اسلامی معاشرہ یعنی امت مسلمہ کی تشکیل ہی انبیا علیہم السلام کا مقصود اولین ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آج سے پانچ ہزار سال پہلے دعا کی تھی کہ اے اللہ! میری اولاد

میں ایک نبی پیدا کر۔ اور میری اولاد سے ایک امت مسلمہ پیدا فرما۔ یہ دعا جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے مل کر اس وقت مانگی تھی جب وہ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس دعا میں کسی ریاست یا سلطنت کے قیام کی دعا نہیں مانگی گئی تھی، بلکہ امت مسلمہ کی تشکیل کی دعا کی گئی تھی۔ دونوں پیغمبروں نے دعا مانگی تھی، و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ۔ تو جس امت کی دعا پانچ ہزار سال پہلے کی گئی ہو۔ جس امت کی تیاری کے لئے یہ ساری طویل مدت گزری ہو، جس کی شریعت اور جس کے نظام زندگی کے لئے تیاری کرنے میں ساڑھے تین ہزار سال گزرے ہوں۔ وہی امت اسلام کا مقصود اولین ہے۔ اسی امت کا قیام شریعت کا بنیادی ہدف ہے۔ اسی امت کے تحفظ کے لئے بہت سے بنیادی احکام دیئے گئے۔ قرآن مجید اور سنت میں جتنے اجتماعی احکام دیئے گئے ہیں وہ اس امت کے تحفظ کے لئے دیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس امت کے لئے اپنی راتیں دعاؤں اور آہ وزاریوں میں بسر فرمائیں۔ آپ کے دنوں کی مشقت اور قربانیاں، آپؐ کے دیدۂ تر کی بے تابیاں، آپ کی راتوں کا سوز وگداز، سب اسی امت کو وجود میں لانے، اس کی تعمیر کرنے اور اس کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے تھا۔ اس امت کی خاطر حضورؐ نے بہت سی قربانیاں دیں۔

آپ کے علم میں ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ ہر بقر عید کے موقع پر دو دنبوں کی قربانی فرماتے تھے۔ ایک اپنے لئے اور ایک اپنی امت کے لئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ نحر فرمائے۔ یہ سب امت کی طرف سے تھے۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں تو میرے دل میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ خیال آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنبے کو جو قربانی فرمائی تھی وہ میری طرف سے بھی تھی۔ حضورؐ نے میری طرف سے دنبہ کو ذبح کیا تھا۔ اس قربانی کا ایک ارب واں یا دس کھرب واں حصہ مجھے بھی ملے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو یہ اختیار دیا کہ کوئی ایک ایسی دعا کرو جو فوراً منظور کر لی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ دعا قبول کرنے میں ایک خاص ضابطہ کی پابندی کرتا ہے۔ اس ضابطہ کو ملتوی کرتے ہوئے کم از کم ایک موقع ہر پیغمبر کو دیا گیا کہ آپ اس وقت جو کہیں گے وہ فوراً کر دیا جائے گا۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا

کہ کیا ہر پیغمبر نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں ہر پیغمبر نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ نے اس موقع پر کیا دعا کی اور دعا میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس موقع کو آخرت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ میں آخرت کے موقع پر اپنی امت کے لئے دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ایک دعا کی فوری قبولیت کا وعدہ کیا ہے۔ تو جب ایک دعا کی فوری قبولیت کا وعدہ کیا ہے تو میں روز قیامت پوری امت کے لئے دعا کروں گا۔

اس امت کے تحفظ کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک ان افراد کی تربیت اور تشکیل، جن سے یہ امت وجود میں آئے گی۔ اور اس اینٹ کی ساخت اور اس اینٹ کی تشکیل جو امت کی اجتماعیت کی تعمیر میں پہلے قدم کی حیثیت رکھتی ہے: یعنی خاندان۔ اس لئے قرآن مجید میں جتنے بھی عملی احکام ہیں، ان کا خاصا بڑا حصہ، کم وبیش ڈیڑھ سو آیات فرد کے بارے میں ہیں۔ اس لئے کہ عبادات فرد انجام دیتا ہے۔ حج میں اپنے لئے کروں گا آپ اپنے لئے کریں گے۔ نماز میں اپنے لئے پڑھتا ہوں آپ اپنے لئے پڑھتے ہیں۔ روزہ میں اپنے لئے رکھوں گا آپ اپنے لئے رکھیں گے۔

فرد کے بعد خاندان کا ادارہ ہے جس کے تحفظ کے لئے شریعت نے اتنے تفصیلی احکام دیئے ہیں کہ قرآن مجید کی ڈیڑھ سو کے قریب آیات صرف احوال شخصیہ اور عائلی نظام کے بارے میں ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ انسانوں کی آزمائش کے لئے کہ وہ کس حد تک توحید اور اسلام کے عقیدے پر پختہ ہیں، دو فرشتوں کو جادوگروں کے بھیس میں بھیجا۔ فرشتوں نے لوگوں سے کہا کہ ہم جادو سکھاتے ہیں۔ دیکھنا یہ تھا کہ کتنے لوگ اس چیز کا شکار ہوتے ہیں اور کتنے بچتے ہیں۔ پیغمبروں کی تربیت اور تعلیم کا کتنا اثر باقی ہے اور کتنی جلدی یہ ایک ایسی چیز کو سیکھنے کے لئے تیار ہوتے ہیں جس کو انبیا علیہم السلام نے منع فرمایا تھا۔ وہ جادو جو آزمائش کے لئے اتارا گیا تھا وہ کوئی ایسا منتر تھا جس سے شوہر اور بیوی کے درمیان تفریق پیدا ہوتی تھی: مایفرقون بین المرء و زوجہ۔

یہ وہ چیز ہے جس کو قرآن پاک نے کفر سے تعبیر کیا ہے۔ وما کفر سلیمان ولکن الشیطین کفروا، یہ کفریہ حرکت جو لوگوں نے سیکھی، یہ ساحرانہ کافری، یا کافرانہ سحرکاری یہ تھی کہ شوہر اور